امام ابو حنیفہؒ پر جرح وتعدیل کا تحقیقانہ جائزہ

A Research review of the debate on Imam abu Hanifa as Jarh wa Ta'deel

محمد ابراہیم*

ڈاکٹر ناصر الدین

ABSTRACT:

Imam Abu Hanifa's personality has earned him a universal recognition throughout the Muslim Ummah. The Ummah has recognized him as an Imam. His jurispru-dence is one of the four most popular jurisprudents and it has become more accepted than the rest of jurisprudence over time. It is impossible for anyone else to reach the heights of his knowledge. Wherever he has so many followers, there is no shortage of his opponents, who have been trying to discredit him by spreading falsehoods on his behalf and to this day. There have also been some big scholars who have suffered from such misunderstandings, and they have talked about him. The need is to make it clear to the Ummah what the status of Imam Abu Hanifa is and to what extent the statements against him are acceptable, so that no one who studies the Islamic sciences remain in doubt. The underlying article is also a trivial attempt to carry out the same effort which has been discussed in principle and it has been found that Imam Abu Hanifa is a popular Imam for the whole Umma, so the opinion of some people against him could not be accepted.

Keywords: Imam Abu Hanifa, well-known Imam, Muhadith, Jarah wa tadeel.

امام ابو حنیفہؒ نعمان بن ثابت اس امت کے منتخب افراد میں شمار کیے جاتے ہیں جو اپنے اخلاص وللّٰہیت، علم وتقویٰ، عاجزی وانکساری، اخلاق وعمل اور جود وسخا کی وجہ سے شہرت کی بلندیوں پر پہنچ گئے۔ آپ مجتہد مطلق ہیں اور ائمہ مجتہدین میں آپ کو مختلف حیثیات سے تفوق حاصل ہے۔ آپ کی مجتہدانہ صلاحیتوں نے مجتہدین کی ایک جماعت تیار کی۔ آپ کی فقہ وحدیث میں گہری واقفیت نے فقہ کے دائرہ کار کو وسعت بخشی۔ آپ کی عظمتِ شان کا اعتراف کرنے والوں میں بڑے بڑے اساطین علم شامل ہیں۔ فقہ وحدیث کے ائمہ نے آپ کو فقہ وحدیث میں امام اعظم مانا ہے اورآپ کے علمی تبحر کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ بہت سے اہلِ علم نے آپ کی سوانح حیات لکھی ہے جن میں صرف احناف ہی نہیں بلکہ زیادہ تر مالکی اور شوافع شامل ہیں۔ ان حضرات نے امام اعظم کی سوانح کا حق ادا کیا لیکن کچھ مصنفین نے امام اعظم کے حالات جمع کرتے ہوئے رطب ویابس سب اکٹھا کر دیا۔ اس میں کوئی دو رائے نہیں کہ امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت ایک بشر ہونے کے ناطے غلطیوں سے معصوم وپاک نہیں لیکن جن حضرات نے امام ابو حنیفہؒ کے نقائص بیان کیے ہیں اور ان کی بنیاد جس طرح کے دلائل پر رکھی ہے، ان کے تحقیقانہ جائزے کی ضرورت ہے تاکہ نئی نسل بالخصوص علوم اسلامیہ میں تحقیق کرنے والے محققین کسی مغالطے کا شکار نہ ہو۔ آئندہ آنے

*Lecturer, Department of Islamic & Religious Dtudies, Hazara University, Mansihra.
Email: mibrahim.pk@gmail.com
Associate Professor, Department of Islamic & Religious Dtudies, Hazara University, Mansihra.

والی تحریر میں امام ابو حنیفہؒ پر کی جانے والی جرح کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

امام ابو حنیفہؒ پر کی جانے والی جرح کی تقسیم:

امام ابو حنیفہؒ پر محدثین کرام نے جو جرح کی ہے اسے آسان طریقے پر سمجھنے کے لئے چار مختلف انواع میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔وہ انواع درج ذیل ہیں:

- وہ جرح جس میں امام ابو حنیفہؒ کے اعتقادات کے لے کر جرح کی گئی اوران عقائد کو گمراہ کن کہہ کر یہ کوشش کی گئی کہ آپ مرجئہ قدریہ وغیرہ کے عقائد کے حامل تھے۔
- وہ جرح جس میں امام ابو حنیفہؒ پر فی الواقعہ جرح نہیں بلکہ صرف وصرف غلط القابات سے انہیں پکارا جاتا ہے۔
- وہ جرح جس میں امام ابو حنیفہؒ کے فروع مسائل میں اجتہادات پر جرح کی گئی ہے۔
- وہ جرح ہے جو فی الواقع بھی جرح ہے اور محدثانہ حیثیت سے امام ابو حنیفہؒ پر کلام کیا گیا ہے۔

ان چار اقسام پر تبصرہ:

امام ابو حنیفہؒ پر کی جانے والی جرح تقریباً انہی چار اقسام میں دائر رہتی ہے۔ ان چاروں میں سے اوّل جرح ایسی ہے جس میں امام ابو حنیفہؒ کے اعتقادات کو لے کر جرح کی گئی ہے، اس کی تفصیل الگ مقالہ میں پیش کی جائے گی البتہ اس کا حاصل یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے معتقدات پر کی جانے والی تمام جرح قابلِ اعتبار نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے عقائد پر کتب موجود ہیں، جن میں سے بعض ایسی ہیں جن کی امام ابو حنیفہؒ کی طرف نسبت صحیح اور درست ہے اور ان میں ایسا کوئی عقیدہ شامل نہیں جو جرح کرنے والے ذکر کرتے ہیں۔ سب سے واضح امر یہ ہے کہ امام طحاوی نے عقیدہ طحاویہ میں احناف کے ائمہ ثلاثہ کے عقائد بیان کئے ہیں اوراس میں کوئی ایک عقیدہ بھی ایسا نہیں جن کا جارحین ذکر کرتے ہیں۔

دوسری قسم کی جرح، جرح ہی نہیں اس میں جرح کرنے والا خود ہی مجروح ہو جاتا ہے مثلاً عبد اللہ بن الزبیر الحمیدی سے متعلق مروی ہے کہ وہ سرعام امام ابو حنیفہ کو "ابو جیفہ" کہا کرتے تھے اور ان کا ایسا کہنا عام مقامات پر ہی نہیں بلکہ مسجد حرام میں لوگوں کے مجمع کے درمیان بھی ہوا کرتے تھا[1]۔ منصفانہ بات یہ ہے کہ اس طرح کا لعن طعن خود شریعت میں مذموم ہے جس کے مرتکب پر خود سوالیہ نشان کھڑا ہوتا ہے۔

تیسری قسم کو جرح قرار نہیں دیا جاسکتا یہ محض اعتراضات ہیں۔ کیونکہ فروعی مسائل میں اختلافات صحابہ، اکابر تابعین، صغار تابعین اور تبع تابعین کے درمیان بھی موجود رہا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی ان مسائل میں اختلاف کی وجہ سے مجروح نہیں ٹھہرا۔ مثلاً امام اوزاعی نے سیر کے مسائل میں امام ابو حنیفہؒ پر اعتراض کیے اوران کی تردید کی اس کے جواب میں امام ابویوسف نے الرد علی سیر الاوزاعی تحریر کی۔ امام محمد بن حسن الشیبانی نے الرد علی اھل المدینہ لکھی۔ امام شافعیؒ نے الرد علی محمد بن الحسن لکھا۔ امام شافعی کے خلاف عیسی بن ابان نے مستقل کتاب تصنیف کی۔ امام شافعی نے اس کا جواب دیا اور پھر اس جواب کا جواب خصاف نے لکھا۔ اہل علم کے درمیان یہ مناقشے اور تنقیدات چلتی رہتی ہیں لیکن اس کو کسی نے بھی جرح شمار نہیں کیا۔

چوتھی جرح وہ ہے جو حقیقت میں بھی جرح ہے اور محدثانہ اسلوب کے مطابق ہے لیکن اس میں بھی جرح کی دو قسمیں بنتی ہیں ایک وہ جرح وہ غیر مفسر ہے یعنی جس میں جرح کا سبب اور اس کی وجہ بیان نہیں کی گئی۔ دوسری قسم ایسی جرح کی ہے جو واقعتاً مفسر تو ہیں مگر بہت کم ہیں۔ آنے والی سطور میں یہ چوتھی قسم کی جرح ہی پر گفتگو ہوگی کیونکہ فی الواقع یہی جرح کہلانے کی حقدار ہے۔

خطیب بغدادی کی جرح کی حقیقت:

امام ابو حنیفہؒ پر جن لوگوں نے جرح کی ہے ان میں سب سے نمایاں خطیب بغدادی ہیں۔ ان کے بعد آنے والے اکثر جارحین نے انہی کی ذکر کردہ جروح کو بنیاد بنایا ہے۔ خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہؒ کے مناقب کے تذکرے کے بعد ان کی جرح ذکر کی ہے۔ ان کی ذکر کردہ ایک ایک جرح کا بالتفصیل جواب مختلف علماء کرام نے دیے ہیں یہاں سب کو ذکر کرنا ممکن نہیں اس لئے خطیب بغدادی نے جو جرح ذکر کی ہیں ان کے بارے میں اہلِ علم کی آراء پیش کی جاتی ہیں جن سے ان ذکر کردہ جرح کی حیثیت کا علم ہو جاتا ہے، حافظ محمد بن یوسف الصالحی الشافعیؒ فرماتے ہیں: ولا تغتر بما نقله الحافظ ابو بكر بن ثابت الخطيب البغدادى مما يخل بتعظيم الامام ابى حنيفة رضى الله عنه فان الخطيب وان نقل كلام المادحين فقد اعقبه بكلام غيرهم فشان كتابه بذلك اعظم شين وصار بذالك هدفاً للكبار والصغار واتى بقاذورة لا تغسلها البحار.[2]

ترجمہ:　حافظ خطیب بغدادی نے جو امام ابو حنیفہ کے بارے میں جو مخل تعظیم باتیں نقل کی ہیں ان سے دھوکا نہ کھانا۔ خطیب بغدادیؒ نے اگرچہ پہلے مدح کرنے والوں کی باتیں نقل کی ہیں مگر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی باتیں بھی نقل کی ہیں اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کو بڑا داغدار کر دیا ہے اور بڑوں اور چھوٹوں کے لئے ایسا کرنے سے وہ ہدف ملامت بن گئے ہیں اور انہوں نے ایسی گندگی اچھالی ہے جسے سمندروں کے سمندر بھی نہیں دھو سکتے۔

اسی طرح قاضی القضاۃ شمس الدین ابن خلکان الشافعیؒ فرماتے ہیں:

وقد ذكر الخطيب فى تاريخه منها شيئا كثيراً ثم اعقب ذالك بذكر ما كان الاليق تركه والاضراب عنه فمثل هذا الامام لايشك فى دينه ولا ورعه ولا فى حفظه ولم يكن يعاب بشىء سوى قلة العربية[3]

ترجمہ:　خطیب نے اپنی تاریخ میں امام صاحب کے بارے میں بہت سے مناقب ذکر کیے ہیں اس کے بعد کچھ ایسی ناگفتہ بہ باتیں بھی لکھی ہیں جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا بہت ہی مناسب تھا کیونکہ امام اعظمؒ جیسی شخصیت کے متعلق نہ تو دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ورع اور حفظ میں آپ پر کوئی نکتہ چینی سوائے قلتِ عربیت کے اور نہیں کی گئی۔

اس عبارت میں علامہ ابن خلکانؒ نے خطیب بغدادی کے بارے میں بالکل واضح موقف اپنایا ہے البتہ آخر کلام میں آپ نے امام ابو حنیفہؒ پر قلتِ عربیت کا ذکر کیا ہے۔ مناسب یہ ہے کہ اس کی وضاحت بھی کر دی جائے۔ امام ابو حنیفہؒ پر قلتِ عربیت کا اعتراض بھی خطیب بغدادی نے کیا اور امام ابو حنیفہؒ کی طرف منسوب "ولو بابا قبیس" سے قلتِ عربیت پر استدلال کیا ہے۔ اس کا جواب حافظ محمد بن ابراہیمؒ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: ولو كان الامام ابوحنيفة جاهلاً ومن حلية العلم عاطلاً ماتطابقت جبال العلم من الحنفية على الاشتغال

بمذاهبه كالقاضى أبي يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني والطحاوى وأبي الحسن الكرخي وأمثالهم وأضعافهم فعلماء الطائفة الحنفية فى الهند والشام ومصر واليمن والجزيرة والحرمين والعراقين منذ مائة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة فهم ألوف لاينحصرون وعوالم لا يحصبون من أهل العلم والفتوىٰ والورع والتقوىٰ فكيف يجترئ هذا المعترض ويجوّز عليهم انهم تطابقوا على الاسناد إلى عامى جاهل لايعرف ان الباء تجر مابعدها... [4]

ترجمہ: اگر امام ابو حنیفہؒ جاہل اور زیورِ علم سے عاری ہوتے تو علماء حنفیہ میں علم کے پہاڑ ان کے مذہب پر کیوں متفق ہوتے؟ مثلاً قاضی ابو یوسفؒ، محمد بن الحسنؒ، طحاویؒ، کرخیؒ اوران جیسے اوران سے دوگنے چوگنے حضرات۔ علماء احناف کا طائفہ ہند، شام، مصر، یمن، جزیرہ، حرمین، عراق عرب اور عراق عجم (وغیرہ) میں ایک سو پچاس ہجری سے لیکر آج کی تاریخ تک جو چھ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر چکا ہے ہزاروں کی تعداد میں گزر چکے ہیں جو احاطہ سے باہر ہیں اور مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں اور جو شمار میں نہیں آسکتے جو اہلِ علم اور صاحب فتویٰ اورورع و تقویٰ کے مالک ہیں۔ سو یہ معترض کیسے جرأت کرتا ہے اور کس طرح ان کے حق میں یہ جائز سمجھتا ہے کہ وہ سب کے سب ایک عامی اور جاہل پر متفق ہوگئے ہیں جو یہ بھی نہیں جانتا کہ حرف "ب" مابعد کو جر دیتا ہے۔

اس عبارت میں حافظ محمد بن ابراہیمؒ امام ابو حنیفہؒ پر قلتِ عربیت کے اعتراض کا عقلی جواب دیا ہے پھر اس کے بعد انہوں نے اسکے تحقیقی جوابات بھی دیے ہیں۔ بہر حال درج بالا عبارت واضح کرتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ پر قلتِ عربیت کا اعتراض بے جا ہے۔

خطیب بغدادی کی ذکر کردہ جروح سے متعلق حافظ ابن حجر مکیؒ کا فیصلہ:

خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہؒ پر جرح میں جو روایات بیان کی ہیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حافظ ابن حجر مکی الشافعیؒ فرماتے ہیں:

ومما يدل على ذلك أيضاً أن الأسانيد التى ذكرها للقدح لا يخلو غالبها من متكلم فيه أو مجهول ولا يجوز اجماعاً ثلم عرض مسلم بمثل ذلك فكيف بإمام من أئمة المسلمين. [5]

ترجمہ: اس پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہؒ کی قدح میں جو سندیں پیش کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ رواۃ یا مجہول راویوں سے منقول ہیں اورایسی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی چاہ جائیکہ کسی امام کی۔

درج بالا عبارت سے یہ واضح ہوا کہ خطیب بغدادی کی ذکر کردہ روایات کا امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کوئی اعتبار نہیں۔

امام ابو حنیفہؒ پر کی جانے والی جرح کے اسباب:

امام ابو حنیفہؒ پر کی جانے والی اس جرح میں بعض حضرات کا تعصب اور حاسدین کی طرف سے پھیلائی گئی غلط فہمیاں شامل ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ پر جرح کرنے والے متعصبین:

امام دار قطنیؒ نے امام ابو حنیفہؒ پر جرح کی اورانہیں اپنی سنن میں ضعیف کہا ہے [6] امام دار قطنی کے ان اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:قلت: لَو تأدب الدَّارَقُطْنِيّ واستحيى لما تلفظ بِهَذِهِ اللَّفْظَة فِي حق أبي حنيفَة فَإِنَّهُ إِمَام طبق علمه الشرق والغرب، وَلما سُئِلَ إِبْنِ معِين عَنهُ فَقَالَ: ثِقَة مَأْمُون مَا سَمِعت أحدا ضعفه [7]

ترجمہ: میں کہتا ہوں اگر دار قطنی ادب وحیا سے کام لیتے تو امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں یہ الفاظ منہ سے نہ نکالتے کیونکہ امام

ابو حنیفہؒ کی امامت اور علم دنیا میں مسلم ہے۔ اور جب ابن معین سے امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے کسی کو ان کی تضعیف کرتے ہوئے نہیں سنا۔

علامہ عینیؒ نے اس کے بعد امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں کبار ائمہ کے اقوال نقل کیے اور اس کے بعد علامہ عینی فرماتے ہیں:

وَقد ظهر لَكَ من هَذَا تحامل الدَّارَقُطْنِيّ عَلَيْهِ وتعصبه الْفَاسِد، وَلَيْسَ لَهُ مِقْدَار بِالنِّسْبَةِ إِلَى هَؤُلَاءِ حَتَّى يتَكَلَّم فِي إِمَام مُتَقَدم على هَؤُلَاءِ فِي الدّين وَالتَّقوى وَالْعلم، وبتضعيفه إِيَّاه يسْتَحق هُوَ التَّضْعِيف[8]۔ اور اس سے آپ پر دار قطنی کا امام ابو حنیفہؒ پر بے جا ظلم اور تعصب ظاہر ہوتا ہے دار قطنی کی ان ائمہ کے سامنے کوئی حیثیت نہیں کہ وہ ان ائمہ سے دین تقویٰ اور علم میں متقدم امام پر کلام کرے، بلکہ امام ابو حنیفہؒ کی تضعیف سے وہ خود ضعیف قرار دینے کے مستحق ہیں۔

امام دار قطنیؒ کے بارے میں یہ قول صرف علامہ عینیؒ کا نہیں بلکہ علامہ جمال الدین یوسف الحنبلیؒ اپنی کتاب تنویر الصحیفہ میں (بحوالہ مقام ابی حنیفہ) لکھتے ہیں[9]: ''ومن المتعصبين على ابي حنيفة الدارقطني وابو نعيم''یعنی امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں جن حضرات نے تعصب برتا ہے ان میں امام دار قطنیؒ اور ابو نعیمؒ بھی شامل ہیں۔ اسی طرح علامہ معین السندیؒ فرماتے ہیں:

وهذا الدار قطنى قد طعن فى إمام الائمة أبي حنيفة وضعّف ما دار عليه من الاحاديث بسببه وكذالك الخطيب البغدادى قد أفرط فى ذالك ولم يعبأ بهما وبمن حذى حذوهما مع اتفاق على توثيقه وجلالة قدره وعظيم منقبته التى نال بها العلم فى الثريا على ما يشير إليه قوله ﷺ لو كان العلم فى الثريا لناله رجال من فارس۔[10]

ترجمہ: امام دار قطنی نے امام الائمہ ابو حنیفہؒ کے بارے میں طعن کیا ہے اور جو حدیثیں ان کے طریق سے مروی ہیں ان کو ضعیف قرار دیا ہے اور اسی طرح خطیب بغدادیؒ نے بھی بہت ہی غلو سے کام لیا ہے مگر ان دونوں اور ان کے نقشِ قدم پر چلنے والے حضرات کی اس کارروائی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ امام ابو حنیفہؒ کی توثیق اور جلالت شان اور بڑی فضیلت پر سبھی کا اتفاق ہے جس فضیلت کی طرف آنحضرت ﷺ کی یہ حدیث اشارہ کرتی ہے کہ اگر علم ثریا میں بھی پہنچ جائے تب بھی اتنی بلندی سے فارس کے کچھ لوگ اس کو ضرور حاصل کریں گے۔

علامہ دار قطنیؒ کے بارے میں ائمہ کرام کی ان توضیحات کے بعد ان کی جرح قابلِ اعتماد نہیں ٹھہرتی۔ درالاصل امام ابو حنیفہؒ کے دور ہی سے امام ابو حنیفہؒ کے خلاف طرح طرح کی جھوٹی باتیں منسوب ہوگئی تھی اور لوگ اپنی طرف سے گڑھ کر امام ابو حنیفہؒ کے خلاف استعمال بھی کرتے تھے اور یہ محض تعصب کی بنا پر تھا جیسا کہ حافظ ابن حجرؒ نعیم بن حماد سے متعلق فرماتے ہیں: ''يروى حكايات فى ثلب ابي حنيفة كلها كذب''[11]۔ نعیم بن حماد امام ابو حنیفہؒ کے تعصب میں ان سے جھوٹی روایات بیان کرتا تھا۔ مزید امام ابو حنیفہؒ کے دور میں ایسی غلط فہمیوں کے پھیلائے جانے اور ان سے ائمہ کبار کے متاثر ہونے کی ذیل میں صرف دو مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

امام اوزاعیؒ کا اعتراف:

امام اوزاعیؒ کو امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں اس طرح کی غلط خبریں پہنچی تھیں جن سے امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت مجروح ہوتی تھی لیکن ایک مرتبہ امام اوزاعیؒ کی امام ابو حنیفہؒ سے ملاقات ہوئی فقہی مسائل میں بحث و تمحیص کے بعد مجلس کے آخر میں جب امام اوزاعیؒ سے امام

ابو حنیفہؒ کے بارے میں پوچھا گیا تو امام اوزاعیؒ نے جواب دیا:

غبطت الرجل لکثرة علمه ووفور عقله استغفر الله لقد کنت فی غلط ظاهر فانه بخلاف ما بلغنی عنه[12]

ترجمہ: اس آدمی کے کثرت علم اور کمال عقل پر مجھے رشک آیا۔ اللہ مجھے معاف کرے۔ میں تو بڑی غلط فہمی میں تھا ان کے متعلق جو باتیں مجھے پہنچی ہیں یہ تو ان باتوں کے بالکل برعکس ہیں۔

سفیان ثوری ودیگر فقہاء کا اعتراف:

سفیان ثوریؒ بھی ان شخصیات میں شامل ہیں جو امام ابو حنیفہؒ کے خلاف پھیلائی گئی باتوں سے متاثر ہو گئے تھے ایک دن آپ چند دیگر فقہاء کے ساتھ امام ابو حنیفہؒ کے پاس آئے اور امام ابو حنیفہؒ سے قیاس کو نصوص پر مقدم رکھنے کے بارے میں پوچھا آپ نے اپنا مذھب ان پر پیش کیا کئی مسائل پو طویل گفتگو ہوئی۔ جب یہ حضرات امام صاحب کی مجلس سے اٹھے تو اتنے متاثر ہوئے کہ سب نے آپ کے ہاتھ چومے اور کہا: ''أنت سید العلماء فاعف عنا فیما مضیٰ منا من وقیعتنا فیك بغیر علم''[13]

ترجمہ: غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں ہم سے جو غلطی ہوئی ہے ہم اس کی معافی چاہتے ہیں آپ تو علماء کے سردار ہیں۔

ان دو مثالوں سے اس بات کی وضاحت ہوتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے دور میں ہی ان کے خلاف غلط باتیں مشہور ہو گئی تھیں جن سے اس وقت کے بڑے بڑے ائمہ متاثر ہو گئے لیکن امام ابو حنیفہؒ ان باتوں سے بری تھے یہی وجہ ہے کہ جب ایسے کبار ائمہ کی امام ابو حنیفہؒ سے ملاقاتیں ہوئیں تو انہوں نے اس غلط تاثر کا برملا اظہار کیا۔ امام ابو حنیفہؒ کی زندگی میں جب اس طرح کی غلط فہمیوں سے ائمہ کبار متاثر ہو سکتے ہیں تو ان کی زندگی کے بعد بھی دوسرے ائمہ کبار ان غلط باتوں سے متاثر ہو سکتے ہیں چنانچہ کئی کبار علماء ان باتوں کا شکار ہوئے لیکن بعد میں آنے والوں نے اس کی توضیح بھی کر دی جیسا امام شمس الدین السخاوی الشافعیؒ کے اس بیان سے واضح ہوتا ہے:

وأما ما أسنده الحافظ ابو الشیخ فی کتاب السنة له من الکلام فی حق بعض الائمة المقلدین وکذا الحافظ أبو أحمد بن عدی فی کامله والحافظ أبو بکر الخطیب فی تاریخ بغداد واخرون ممن قبلهم کابن ابی شیبة فی مصنفه والبخاری والنسائی مما کنت انزههم من ایرادہ مع کونهم مجتهدین ومقاصدهم جمیلة فینبغی تجنب اقتقائهم فیه۔[14]

ترجمہ: بہر حال حافظ ابو الشیخ نے اپنی کتاب السنۃ میں بعض ایسے اماموں پر جو کلام نقل کیا ہے جن کی تقلید کی جاتی ہے اور اسی طرح حافظ ابن عدیؒ نے کامل میں اور حافظ ابو بکر خطیبؒ نے تاریخ بغداد میں اور دوسرے حضرات نے ان سے پہلے مثلاً ابن ابی شیبہؒ نے اپنی مصنف میں اور اسی طرح امام بخاریؒ اور نسائیؒ نے کلام کیا ہے میں ان کے کلام کو پیش کرنے سے بھی احتراز کرتا تھا باوجود یکہ یہ حضرات مجتہد تھے اور ان کے مقاصد بھی اچھے تھے مگر پھر بھی اس کلام میں ان کی پیروی سے اجتناب کیا جائے۔

میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہؒ پر جرح:

درج بالا عبارات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے حاسدین اور مخالفین نے ابتداء ہی سے امام اعظم کی محدثانہ حیثیت کو مجروح کرنے کی کوششیں جاری رکھی ہیں اور تاہنوز یہ جاری ہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ علامہ ذہبیؒ نے متکلم فیہ

راویوں کے بارے میں ایک مشہور کتاب میزان الاعتدال لکھی اور مخالفین نے اس میں بھی امام اعظم ابو حنیفہؒ کا ترجمہ شامل کر دیا اور میزان الاعتدال کے مطبوعہ نسخوں میں یہ ترجمہ شامل ہے۔[15] حالانکہ علامہ ذہبیؒ نے ایک مشہور کتاب "تذکرۃ الحفاظ" ثقہ راویوں پر لکھی[16] اور اس میں امام اعظم ابو حنیفہؒ کا تذکرہ بھی شامل ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ علامہ ذہبیؒ ایک شخص کو تذکرۃ الحفاظ میں ثقہ راویوں میں شمار کریں پھر اسی شخص کو متکلم فیہ راویوں میں شمار کر کے ضعیف کہہ دیں؟ یہ عقدہ علامہ ذہبیؒ ہی کی ایک عبارت سے حل ہوتا ہے وہ میزان الاعتدال کے مقدمہ میں ایک صراحت فرماتے ہیں: وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة، والشافعي، والبخاري[17]۔ یعنی اسی طرح میں اپنی کتاب میں ان ائمہ میں سے کسی کا بھی ذکر نہ کروں گا جو فروع ومسائل میں مقتدیٰ اور پیشوا ہیں کہ اسلام میں ان کی جلالت شان اور دلوں میں ان کی عظمت ہے جیسے امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ اور امام بخاریؒ۔

علامہ ذہبیؒ کی اس تصریح کے بعد یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں میزان الاعتدال میں درج عبارت مخالفین کی کارستانی ہے۔

علامہ ابن تیمیہؒ کی رائے:

علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں: كما ان ابا حنيفة وان كان الناس خالفوه فى اشياء وانكروها عليه فلا يستريب احد فى فقهه وفهمه وعلمه وقد نقلوا عنه اشياء يقصدون الشناعة عليه وهى كذب عليه قطعاً مثلاً مسئلة الخنزير البرّى ونحوها۔[18]

ترجمہ: مثلاً امام ابو حنیفہؒ کی شخصیت دیکھئے کہ اگرچہ لوگوں نے ان کے ساتھ بہت سی چیزوں میں مخالفت کی ہے اور ان کی وجہ سے ان پر انکار بھی کیا ہے مگر کوئی شخص ان کی فقاہت فہم اور علم میں شک نہیں کر سکتا اور لوگوں نے محض ان کی عیب جوئی کرتے ہوئے ان کی طرف کچھ ایسی چیزیں بھی منسوب کی ہیں جو قطعی طور پر جھوٹ ہیں جیسے جنگلی خنزیر کا حلال ہونا وغیرہ۔

علامہ ابن عبد البرؒ کی رائے:

علامہ ابن عبد البرؒ امام ابو حنیفہؒ کی مدافعت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الذين رووا عن ابى حنيفة ووثقوه واثنوا عليه اكثر من الذين تكلموا فيه والذين تكلموا فيه من اهل الحديث اكثر ما عابوا عليه الاغزاق فى الرأى والقياس والارجاء۔[19]

ترجمہ: جن لوگوں نے امام ابو حنیفہؒ سے روایت کی اور ان کی توثیق اور تعریف کی ہے وہ اُن سے بدرجہا زیادہ ہیں جنہوں نے ان میں کلام کیا ہے اور جن اہلِ حدیث نے ان میں کلام کیا انہوں نے ان کا زیادہ عیب یہ نکالا ہے کہ وہ رائے وقیاس اور ارجاء میں منہمک ہیں۔

اس بحث کا خاتمہ مشہور شافعی عالم علامہ تاج الدین سبکیؒ کے بیان کردہ اس ضابطے سے بخوبی ہو گی وہ فرماتے ہیں:

الصواب عندنا ان من ثبتت امامته وعدالته وكثر مادحوه ومزكوه وندر جارحوه كانت هناك قرينة دالة على سبب جرحه من تعصب مذهبى او غير فانا لانلتفت الى الجرح فيه ونعمل فيه بالعدالة والا فلو فتحنا هذا الباب او اخذنا تقديم الجرح على اطلاقه لما سلم لنا احد من الائمة اذ ما من امام الا وقد طعن فيه طاعنون وهلك فيه هالكون[20]۔

ترجمہ: یعنی ہمارے ہاں حق بات یہ ہے کہ جس شخص کی امامت وعدالت ثابت ہو، اس کی مدح وتزکیہ کرنے والے زیادہ ہو اور

اس پر جرح کرنے والے شاذ ونادر ہی ہو تو یہاں پر یہ بات اس کی دلیل ہو گی کہ یہ جرح مذہبی تعصب یا کسی اور وجہ سے کی گئی ہے تو ہم ایسی شخصیت کے بارے میں جرح پر توجہ نہیں دیں گے بلکہ عدالت کو ہی معیار بنائیں گے ورنہ اگر یہ دروازہ ہم نے کھول دیا یا جرح کو علی الاطلاق ترجیح دینے لگے تو پھر ائمہ میں سے کوئی بھی نہ بچ سکے گا اس لئے کوئی بھی امام ایسا نہیں گزرا جس پر کسی نہ کسی نے طعن وتشنیع کر کے اپنے لئے ہلاکت کا سامان مہیا نہ کیا ہو۔

جرح وتعدیل کا ایک اہم اصول:

شیخ السلام ابو اسحاق شیرازی شافعیؒ اپنی کتاب "اللمع فی اصول الفقه" میں رقم طراز ہیں کہ: وجملته أن الراوي لا يخلو إما أن يكون معلوم العدالة أو معلوم الفسق أو مجهول الحال، فإن كانت عدالته معلومة كالصحابة رضي الله عنهم أو أفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبي والنخعي وأجلاء الأئمة كمالك وسفيان وأبي حنيفة والشافعي وأحمد وإسحاق ومن يجري مجراهم وجب قبول خبره ولم يجب البحث عن عدالته[21]

یعنی جرح وتعدیل کے باب میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ راوی کی یا تو عدالت معلوم ومشہور یا اس کا فاسق ہونا معلوم ہو گا یا وہ مجهول الحال ہو گا (یعنی اس کی عدالت یا فسق معلوم نہیں) تو اگر اس کی عدالت معلوم ہے جیسے کہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنھم کی اور افضل تابعینؒ کی جیسے حضرت حسن بصریؒ، عطاء بن ابی رباحؒ، عامر شعبیؒ، ابراھیم نخعیؒ، یا بزرگ ترین ائمہؒ جیسے امام مالکؒ، امام سفیان ثوریؒ، امام ابو حنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ اور جو ان کے ہم درجہ ہیں، تو ان کی خبر ضرور قبول کی جائیگی اور ان کی عدالت وتوثیق کی تحقیق ضروری نہ ہو گی۔

حافظ ابن عبد البر مالکیؒ کا فیصلہ:

حافظ ابن عبد البر المالکیؒ فرماتے ہیں:

أنه لا يقبل فيمن اتخذه جمهور من جماهير المسلمين إماما في الدين قول أحد من الطاعنين[22]

ترجمہ: جن ائمہ کو امت نے اپنا امام بنایا ہو، ان پر کسی کی تنقید معتبر نہ ہو گی۔

اسی بات کو حافظ ابن صلاحؒ نے بھی فرمایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ: فمن اشتهرت عدالته بين أهل النقل أو نحوهم من أهل العلم وشاع الثناء عليه بالثقة والأمانة، استغني فيه بذلك عن بينة شاهدة بعدالته تنصيصاً[23]۔ یعنی علماء اہلِ نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت وامانت میں جس کی تعریف عام ہو، اس شہرت کی بناء پر اس کے بارے میں صراحتاً انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں۔

تعدیل کے درجات:

امام ابو حنیفہؒ پر جرح کی حقیقت کے بعد ضروری ہے کہ مختصراً آپ کی تعدیل پر گزارشات پیش کی جائیں چنانچہ توثیق ابی حنیفہؒ سے پہلے تعدیل کا درجہ بھی ملاحظہ ہو:

- حافظ ابن صلاحؒ فرماتے ہیں: اما الفاظ التعديل فعلى مراتب الاولىٰ قال ابن حاتم اذا قيل للواحد انه ثقة او متقن فهو ممن يحتج بحديثة[24] ۔ کسی کی تعدیل کے لئے مختلف الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں ابن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ اگر کسی کے لئے لفظ ثقہ اور متقن

استعمال کیا جائے تو اس کی حدیث حجت ہے۔

- حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں: اما المرتبة التی زادها الذهبی والعراقی فانها اعلیٰ من هذه وهو ما کرر احد هذه الالفاظ اما بعینه کثقة ثقة او لا کثقة ثبت وثقة حجة وثقة حافظ[25]۔ امام ذھبیؒ اور عراقیؒ نے تعدیل کا اعلیٰ مرتبہ یہ بیان فرمایا ہے کہ ثقہ، ثبت، حجۃ اور حافظ ان الفاظ کو بعینہٖ مکرر ذکر کیا جائے یا ان کا باہم ملا کر ذکر کیا جائے جیسے ثقۃ ثقۃ یا ثقۃ حجۃ، ثقۃ حافظ اور ثقۃ ثبت۔
- علامہ سخاویؒ فرماتے ہیں: هَذِهِ النُّكْتَةَ قَدَّمَهَا الْخَطِيبُ حَيْثُ قَالَ: أَرْفَعُ الْعِبَارَاتِ أَنْ يُقَالَ: حُجَّةٌ أَوْ ثِقَةٌ[26]۔ یہ نکتہ خطیب ابو بکر نے بیان فرمایا ہے کہ راویوں کے احوال میں سب سے اعلیٰ عبارات یہ ہے کہ لفظ حجت یا ثقہ استعمال کیا جائے۔
- حافظ عراقی فرماتے ہیں: فارفع التعدیل ما کرره ثقة ثبت[27]۔ یعنی سب سے اعلیٰ تعدیل کو مکرر بیان کرنا ہے جیسے ثقۃ ثبت۔
- تدریب الراوی میں ہے: المرتبة التی زادها شیخ الاسلام اعلیٰ مرتبة التکرار وهی الوصف بافعل کاوثق الناس واثبت الناس ونحوه[28]۔ شیخ الاسلام نے تکرار بھی اعلیٰ مرتبہ بیان فرمایا ہے جیسے اوثق الناس اثبت الناس وغیرہ چونکہ امام کی شان میں تعدیل کے کلمات ہر قسم کے جیسے ثقہ اور ثقہ ثقہ وعدل ثقہ بتکرار اور احفظ صیغہ افعل منقول ہے اس وجہ سے تمام اقوال سے اعلیٰ درجہ کے ثقہ اور عادل ثابت ہوتے ہیں۔

امام ابو حنیفہؒ کی تعدیل میں ائمہ کے اقوال:

تعدیل کے ان درجات کے بعد امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں مروی تعدیل کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

- شیخ المحدثین حضرت امام علی بن المدینیؒ حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں:

وهو ثقة لا بأس به[29]۔ یعنی وہ ثقہ اور لا باس بہ ہیں۔

- امام احمد بن محمدؒ البغدادیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے امام یحیٰ بن معینؒ سے حضرت امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں سوال کیا:

فقال عدل ثقة ماظنك بمن عدّله ابن المبارك ووكيع[30]۔ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں وہ عادل اور ثقہ تھے جن کی تعدیل امام عبد اللہ بن المبارک اور وکیع بن الجراحؒ کریں تو ان کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو۔

- حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: وقال صالح بن محمد الاسدی عن ابن معین کان ابو حنیفہؒ ثقة فی الحدیث۔[31]

ترجمہ: صالح بن محمد یحیٰ بن معین سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ابو حنیفہ حدیث میں ثقہ ہیں۔

- علم جرح وتعدیل کے امام شعبہ بن الحجاج امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں فرماتے ہیں:

کان والله حسن الفهم وجید الحفظ[32]۔ بخدا امام ابو حنیفہؒ بہترین رائے اور بہترین حافظہ والے تھے۔

اور خود امام شعبہؒ امام ابو حنیفہؒ کے شاگرد تھے اور ان سے احادیث روایت کرتے تھے۔[33]

- امام یحی بن معینؒ فرماتے ہیں:

کان (ابوحنیفة) ثقة صدوقا فی الفقه والحدیث[34]۔ امام ابو حنیفہ علم حدیث اور فقہ میں ثقہ اور صدوق ہیں۔

- یحیٰ بن معینؒ سے منقول ہے: کان ابو حنیفة ثقة لا یحدث بالحدیث الا مایحفظ ولا یحدث بما لا یحفظ [35]

ترجمہ: آپ حدیث بیان کرنے میں ثقہ تھے، صرف وہ حدیث بیان کرتے تھے جو ان کو یاد ہوتی تھی اور جو خوب اچھی طرح یاد نہیں ہوتی تھی وہ روایت نہیں کرتے تھے۔

- یحیٰ بن معین سے سوال کیا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے ؟۔ انہوں نے فرمایا ہاں امام ابو حنیفہ ثقہ تھے اور فقہ میں سچے تھے۔[36]

- علامہ ابن خلدون فرماتے ہیں:

مشہور مورخ اور ناقد علامہ ابن خلدون کے نزدیک امام ابو حنیفہ صرف ایک محدث ہی نہیں تھے بلکہ آپ امام صاحب کو علم حدیث کے کبار مجتہدین میں شمار کرتے تھے چنانچہ آپ اپنی بے نظیر اور لاجواب کتاب مقدمہ ابن خلدون میں لکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے علم حدیث مین بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رداًو قبولاً اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔[37]

- امام یحیٰ بن معین فرماتے ہیں: ولما سئل ابن معین عنه فقال: ثقة مأمون ما سمعت أحداً ضعفه [38]

ترجمہ: وہ ثقہ ہیں میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے ان کی تضعیف کی ہو۔

- امام شعبہؒ فرماتے ہیں: کان أبو حنیفة ثقة من أهل الدین والصدق ولم یتهم بالکذب، وکان مأمونا علی دین الله تعالی، صدوقا في الحدیث، وأثنی علیه جماعة من الأئمة الکبار مثل عبد الله بن المبارك، ویعد من أصحابه [39]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ ثقہ ہیں اہل دین میں اور سچائی میں ان پر جھوٹ کا گمان بھی نہیں کیا جاسکتا دین کے معاملے میں قابلِ اعتبار ہیں، حدیث میں سچے ہیں عبد اللہ بن مبارک جیسے کبار علماء کرام نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔

نتائج البحث:

مذکورہ بالا ابحاث سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں:

امام ابو حنیفہؒ کی ثقاہت مسلم ہے۔ خطیب بغدادی کی امام ابو حنیفہؒ کے بارے میں ذکر کردہ جرح کا اعتبار نہیں۔ دار قطنیؒ وغیرہ کی جرح امام ابو حنیفہؒ کی تعدیل پر مضر نہیں۔ چند ائمہ کی جرح مبہم امام روشن مقام کے حق میں معتبر نہیں ہے۔ کیونکہ جرح کرنے والے کم اور تعدیل بیان کرنے والے زیادہ ہیں۔ جس شخص کو امت نے امام بنایا ہو ان پر کسی کی تنقید معتبر نہیں۔ علماء اہلِ نقل میں جس کی عدالت مشہور ہو اور ثقاہت وامانت میں جس کی تعریف عام ہو، اس شہرت کی بناء پر اس کے بارے میں صراحتاً انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں۔ امام ابو حنیفہؒ کو امت نے امام بنایا لہذا ان کی تعدیل کے لئے کسی انفرادی تعدیل کی حاجت نہیں ہے۔ کسی شخص کے بارے میں صرف جرح کا پایا جانا ہی اس کو مجروح نہیں کرتا جبکہ تعدیل پر اس سے قوی سبب موجود ہو۔ حافظ ذہبیؒ کے نزدیک امام ابو حنیفہؒ حفاظ میں شامل ہیں۔ میزان الاعتدال میں امام ابو حنیفہؒ کا ترجمہ، خود میزان الاعتدال کے مقدمے کی روشنی میں مشکوک ٹھہرتا ہے، چنانچہ یہی کہا جائے گا کہ یہ ترجمہ بعد میں کسی نے شامل کردیا اور کسی کتاب میں حذف واضافہ محال وناممکن نہیں تاریخ سے ایسی کئی مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔

حوالہ جات

[1] خطیب بغدادی، أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت، تاريخ بغداد،المحقق: الدكتور بشار عواد معروف الناشر: دار الغرب الإسلامي – بيروت الطبعة: الأولى، 1422هـ 2002م ،ج15،ص558

[2] صالحی، محمد بن یوسف الصالحی،عقود الجمان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان،تحقیق ودراسة ملا عبدالقادر افغانی، جامعه ملك عبدالعزیز، سعودیه عربیه، ص48

[3] ابن خلکان،شمس الدین احمد بن محمد، تاریخ ابن خلکان، ترجمة الامام ابوحنیفه،دارصادر بیروت1900ء، ج5،ص405

[4] وزیر، محمد بن ابراہیم، الروض الباسم فی الذب عن سنة ابی قاسم ﷺ، ج: 1،ص:311، الناشر: دار عالم الفوائد للنشر والتوزیع

[5] ابن حجر، شہاب الدین احمد بن حجر المکی، الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان،مطبع السعادة مصر،ص79

[6] دارقطنی،أبوالحسن علي بن عمر،سنن الدارقطن،مؤسسة الرسالة،بيروت،الطبعة الأولى،1424هـ،ج2،ص107،رقم الحديث1233

[7] عینی، أبو محمد محمود بن أحمد، عمدة القاري شرح صحيح البخاري،الناشر: دار إحياء التراث العربي بيروت،ج6،ص12

[8] ایضاً

[9] صفدر، سرفراز خان صفدر، مقام ابی حنیفہؒ، مکتبہ صفدریہ گجرانوالہ،ص271

[10] محمد معین، دراسات اللبیب فی الاسوة الحسنة بالحبیب، مطبوعہ لاہور،ص288-289

[11] عسقلانی،أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلاني، تهذيب التهذيب،مطبعة دائرة المعارف النظامية،الهند ،الطبعة الأولى، 1326هـ،ج10،ص462

[12] ابن حجر مکی،الخیرات الحسان،ص34

[13] شعرانی، عبدالوہاب الشعرانی، المیزان الکبریٰ للشعرانی، ج1،ص71،72

[14] سخاوي، محمد بن عبد الرحمن السخاوي، الاعلان بالتوبيخ لمن ذم التاريخ، ص168

[15] ذہبی، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد، ميزان الاعتدال في نقد الرجال،دار المعرفة للطباعة والنشر، بيروت، الطبعة الأولى، 1382 هـ 1963م،ج4،ص265

[16] ذہبی، شمس الدين أبو عبد الله محمدبن أحمد، تذكرة الحفاظ،دار الكتب العلمية بيروت،الطبعةالأولى،1419هـ 1998م،ج1،ص126

[17] ذہبی، میزان الاعتدال، ج1،ص2

[18] ابن تيميه، تقي الدين أبو العباس أحمد بن عبد الحليم، منهاج السنة النبويه،المحقق: محمد رشاد سالم الناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود الإسلامية الطبعة: الأولى، 1406 هـ 1986م،ج2،ص619

[19] قرطبی، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي ،جامع بيان العلم، تحقيق: أبي الأشبال الزهيري ، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1994م،ج2،ص1082

[20] سبکی، تاج الدين عبد الوهاب بن تقي الدين السبكي، طبقات الشافعية الكبرى ،المحقق: د. محمود محمد الطناحي د. عبد الفتاح محمد الحلو الناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع الطبعة: الثانية، 1413هـ،ج2،ص9

[21] شیرازی، أبو اسحاق إبراهيم بن علي بن يوسف الشيرازي، اللمع فى اصول الفقه، باب القول في الجراح والتعديل، دار الكتب العلمية الطبعة: الطبعة الثانية 2003م 1424 هـ.، ص77

[22] ابن عبدا لبر، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمري القرطبي، جامع بيان العلم وفضله، تحقيق: أبي الأشبال الزهيري، دار ابن الجوزي، المملكة العربية السعودية الطبعة: الأولى، 1414 هـ 1994 م، ج2، ص1094

[23] ابن صلاح، عثمان بن عبد الرحمن، أبوعمرو، تقي الدين ، معرفة أنواع علوم الحديث، ويُعرف بمقدمة ابن الصلاح، المحقق: نور الدين عتر، دار الفكر سوريا، دار الفكر المعاصر، بيروت ،1406هـ 1986م، ص105

[24] ابن صلاح، مقدمه ابن صلاح، ص122

[25] جلال الدين السيوطي ،عبد الرحمن بن أبي بكر، تدريب الراوي في شرح تقريب النواوي، حققه: أبو قتيبة نظر محمد الفاريابي ،دار طيبة بيروت، ص126

[26] سخاوی، شمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن السخاوي ،فتح المغيث بشرح الفية الحديث للعراقي ،المحقق: علي حسين علي ،مكتبة السنة ، مصر الطبعة: الأولى، 1424هـ / 2003م، ج2، ص117

[27] سخاوی، فتح المغیث، ج2، ص113

[28] سیوطی ،تدریب الراوی، ص 405

[29] قرطبی، جامع بیان العلم ، ج2، ص1082

[30] ابن بزار، حافظ الدين محمد بن محمد بن شهاب ،مناقب الامام الاعظم، مجلس دائرة معارف نظاميه، حيدر آباد دكن، ہند، الطبعة الاولى: 1321ھ، ج1، ص91

[31] ابن حجر، تهذيب التهذيب، ج1، ص 450

[32] ابن حجر مکی، الخیرات الحسان، ص36

[33] قرطبی، أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر، الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء، دار الكتب العلمية، بيروت، ص127

[34] ابن حجر مکی، الخیرات الحسان، ص35

[35] خطیب، تاریخ بغداد، ج15، ص573 /ذهبی، شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد، سير اعلام النبلاء، المحقق : مجموعة من المحققين بإشراف الشيخ شعيب الأرناؤوط ،مؤسسة الرسالة الطبعة : الثالثة ، 1405 هـ / 1985 م، ج6، ص395

[36] ابن حجر عسقلانی، تهذيب التهذيب، 45010

[37] ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد، مقدمه ابن خلدون، دارالفکر بیروت1988ء، ج1، ص562

[38] عینی ،عمدة القاري شرح صحيح البخاري، ج6، ص12

[39] ایضاً